سیرت کی تعمیر قلوب کی تطہیر کا مؤثر لائحہ عمل

نقیب صبح سعادت

مجلہ محی الدین فیصل آباد

فیضانِ صدیقی جاری رہیگا

بفیضانِ نظر سلطان نیروی حضرت خواجہ غلام محی الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ ظلِ عاطفت آفتابِ علم و حکمت واقفِ رموزِ حقیقت

حضرت پیر محمد علاؤالدین صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

زیبِ سجادہ آستانہ عالیہ نیریاں شریف آزاد کشمیر

جلد نمبر 2 ربیع الثانی 1437ھ 2016 شمارہ نمبر 11

اس شمارے میں

اداریہ: ترویجِ علم میں ہمارا حصہ ___ 2

نورِ قرآن ___ 4

نورِ حدیث ___ 5

قبولیت دعا ___ 6

شمائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ___ 8

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا منہجِ تربیت ___ 13

ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں تعمیرِ اخلاق 20

حضرت اُمِ معبد خزاعیہ رضی اللہ عنہ ___ 24

بیان وہبی نہ کہ کتابی ___ 29

مٹر کے فائدے ___ 31

کمپوزنگ: محمد عثمان قادری • ٹائٹل ڈیزائن: محمد کلیم رضا

جُملہ ممبران

محی الدین ٹرسٹ انٹرنیشنل فیصل آباد

رابطہ آفس

فاروق آرٹس

سیکنڈ فلور وکیلاں والی گلی نمبر 4-5 کچہری بازار فیصل آباد

رابطہ نمبرز
041-2636130
0321-7611417

ناشر: صدیقیہ پبلیکیشنز فیصل آباد

جامع مسجد محی الدین

سدھار (سبزی منڈی) جھنگ روڈ فیصل آباد

ان شاء اللہ تعالیٰ فیضانِ صدیقی جاری رہیگا

آپ بھی صدیقی مشن کے ہمسفر بنیں

نورِ قرآن وحدیث سے منور ہونے کیلئے

تصوف کے اسرار ورموز سے آشنائی کیلئے

سیرت کی تعمیر، قلوب کی تطہیر، اعمال کی درستگی، عقائد کی پختگی کیلئے

مرشدِ کریم حضرت پیر محمد علاؤالدین صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

کے علمی و روحانی خطبات سے

اکتساب فیض کیلئے

ماہنامہ محی الدین فیصل آباد کا خود بھی مطالعہ فرمائیں

اور دوسروں کو تحفہ بھی دیں

سالانہ خریداری -/250 روپے بمعہ ڈاک خرچ

آپ بھی حاصل کرنے کیلئے رابطہ فرمائیں

خاکپائے مرشد: حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی (مدیر اعلیٰ) ماہنامہ محی الدین فیصل آباد

0321-7611417

ناشر: صدیقیہ پبلیکیشنز فیصل آباد

اداریہ — ترویجِ علم میں ہمارا حصہ

قارئین کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ کریم کے کرم سے آپ جان وایمان کی اچھی حالت میں ہونگے۔ فکرِ آخرت کی دولت سے بھی مالامال ہونگے۔

میرے قابلِ قدر دوستو!

علم کی فضیلت، عظمت، رفعت اور کثیر برکات سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ ہر قوم کی ترقی کا راز حصولِ علم میں پوشیدہ ہے۔ نورِ علم سے منور انسان روشنی کا مینار بن کر جہالت کی تاریکی ختم کرنے میں اپنا کردار ادا کرتا ہے۔

اس مختصر فانی زندگانی کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ جان لو یہ سفر ہے۔۔۔۔۔ اور اس کا زادِ سفر ہے۔۔۔۔۔ کس کے پاس ہے۔۔۔۔۔ کس کو خبر ہے۔۔۔۔۔

میں نے اور آپ نے کتنا علم حاصل کیا ہے اور پھر اسلام کی خدمت کا فریضہ کتنا سر انجام دیا ہے۔ ہم خود ہی جانتے ہیں۔

ہم نے اپنی اولاد کو دولتِ علم سے کتنا نوازا۔

ہم اور ہمارے بچے بچیاں فیضانِ قرآن وحدیث سے کتنے معمور ہیں۔

اب بھی وقت ہے ہم سب علم کے طالب بن کر سرخرو ہو سکتے ہیں اور ترویجِ علم میں بھی اپنا حصہ شامل کر کے سعادت مندوں میں شامل ہو سکتے ہیں۔

ماہنامہ محی الدین علم کی تقسیم کی ایک چھوٹی سی شمع ہے۔ جس کے فیوض و برکات سے بہت بہن بھائیوں نے اپنی ہدایت کا سامان حاصل کیا ہے۔ نورِ قرآن وحدیث سے منور ہونے والے خوش بخت بے شمار ہیں۔ مرشد کریم کے ملفوظات نے عوام کے ساتھ ساتھ صاحبانِ علم کو نایاب دستور، نور اور سرور بخشا ہے۔ عظیم سکالرز کے تحقیقی مقالہ جات سے ہر سطح کے لوگوں نے نفع حاصل کیا ہے۔

میرے مرشد کریم پیکرِ شفقت ومحبت حضرت خواجہ پیر محمد علاؤ الدین صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی اس دور میں علمی خدمات عالمِ اسلام سے پوشیدہ نہیں۔ خدمت اسلام، خدمتِ خلق آپ کا حوالہ ہے۔

آرزو ہے کہ ہم بھی اپنے مرشد کریم کے پاکیزہ مشن میں ادنیٰ خادم بن کر اپنا حصہ شامل کرتے رہیں۔

25 دسمبر 2015 شہر فیصل آباد کے عظیم علمی وروحانی مرکز "جامعہ محی الدین صدیقیہ" میں حضور مرشد کریم نے جہاں ہزاروں افراد کو علمی روحانی اور اصلاحی خطبات سے نوازا۔ وہاں مجلہ ماہنامہ محی الدین کے متعلق تمام حاضرین کو مجلہ خریدنے پڑھنے اور دوستوں کو تقسیم کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ مجھ ناچیز کیلئے یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ میری نوکری قبول ہوگئی۔

آپ کو بھی دعوت ہے آپ بھی ہر ماہ زیادہ تعداد میں خرید کر اپنے حلقہ احباب میں تقسیم فرمائیں۔ اس شمارہ کی قیمت 10 روپے اور سالانہ خریداری بمعہ ڈاک خرچ 250 روپے مقرر ہے۔ یہ ہدیہ برائے تبلیغ ہے اور لاگتِ طباعت سے بہت کم ہے۔ 10 روپے کسی پر خرچ کرنے سے ترویجِ علم میں ہم اپنا حصہ شامل کر سکتے ہیں۔

دعا بھی فرمائیں ہم سب دین کی خدمت اللہ تعالیٰ کی رضا، حضور نبی کریم ﷺ کی رضا اور اپنے مرشد کریم کی مقبول دعا کیلئے آخری سانس تک جاری رکھیں۔ آمین

آپ کا اپنا محمد عدیل یوسف صدیقی
خادم جامعہ محی الدین صدیقیہ فیصل آباد

خوشخبری "مفتاح الکنز" نیا ایڈیشن چھپ گیا ہے۔ حاصل کرنے کیلئے رابطہ فرمائیں۔
ھدیہ:- 200 روپے صرف

نورِ قرآن

از:ادارہ

لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ (البقرہ آیت۱۱)

زمین میں فساد نہ کرو

Do nó cause turmoil in the earth

لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ (البقرہ آیت۸۳)

اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو

Do not worship any one except ALLAH

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا (البقرہ آیت۸۳)

والدین کے ساتھ بھلائی کرو

And be good to parents

قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (البقرہ آیت۸۳)

لوگوں سے اچھی بات کہو

And speak kindly to people

وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰہِ (البقرہ آیت۱۹۵)

اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو

And spend your wealth in ALLAH'S cause

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدہ آیت۲)

نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ کرو

And help one another in righteousness and piety

And do not help one another in sin and trangression

مولای صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلھم

نورِ حدیث

از:ادارہ

حضور نبی کریم رؤف الرحیم قاسمِ جنت وکوثر ﷺ نے فرمایا۔

- ☆ مومن ایک سوراخ میں سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔
- ☆ آہستگی اللہ کی طرف سے ہے اور جلدی شیطان کی طرف سے۔
- ☆ جس سے مشورہ مانگا جائے وہ امانت دار ہوتا ہے۔
- ☆ تدبیر جیسی کوئی عقل نہیں زبان پر قابو جیسا کوئی ورع نہیں۔ اچھے اخلاق جیسا کوئی حسب نہیں۔
- ☆ خرچ میں میانہ روی آدھی معاشیات ہے اور لوگوں کے ساتھ محبت سے پیش آنا آدھی عقل ہے اور سوال کا سلیقہ آدھا علم ہے۔
- ☆ امیری زیادہ دولت سے نہیں ہوتی بلکہ امیری دل کی امیری ہے۔
- ☆ اگر تم لوگ اللہ پر توکل کرو جس طرح توکل کا حق ہے تو وہ تمہیں اس طرح رزق دے جیسے پرندوں کو دیتا ہے۔ صبح خالی پیٹ جاتے ہیں اور پیٹ بھر کر آتے ہیں۔
- ☆ لوگوں سے اُن کے مرتبے کے مطابق پیش آؤ۔
- ☆ دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ اللہ تجھ سے محبت رکھے گا اور جو کچھ لوگوں کے پاس اس سے بے نیاز ہو جاؤ لوگ تجھ سے محبت کریں گے۔
- ☆ بے شک رزق بندے کو اس طرح تلاش کرتا ہے جیسے اسے اس کی موت تلاش کرتی ہے۔
- ☆ جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی ناشکرا ہے۔
- ☆ جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔
- ☆ طاقتور وہ نہیں جو پچھاڑ دے بلکہ طاقتور وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔
- ☆ کسی آدمی کا جھوٹا ہونے کیلئے یہی کافی ہے کہ ہر سُنی سنائی بات آگے کرتا رہے۔
- ☆ جو خاموش رہا وہ نجات پا گیا۔

قبولیت دعا

مُرشد کریم حضرت علامہ پیر محمد علاؤالدین صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے ملفوظات "مفتاح الکنز" سے انتخاب

حضور باباجی صاحب موہڑوی علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا کہ پیر کی دعا بظاہر جلد پوری ہوتی نظر نہ بھی آئے تب بھی مرید کو سات سال تک اس دعا کا انتظار کرنا چاہیے اور اس کا شکوہ اپنے پیر سے نہیں کرنا چاہیے۔ دعا کبھی ردّ نہیں ہوتی البتہ دعا کی قبولیت مرحلہ وار ہوتی ہے۔ رب کے ہاں ہر عطا کا ایک وقت مقرر ہے اور اس میں بہت سی حکمتیں ہوتی ہیں۔ انسان اپنے لئے جو مانگتا ہے۔ یہ اس کا اپنا فیصلہ ہے رب نے عطاء کی جو ترتیب اور دیر رکھی ہے وہ اُس (رب) کا فیصلہ ہے اور بہتری اسی میں ہے جو ترتیب اللہ تعالیٰ نے خود رکھی ہے۔ بندے نے جو دعا مانگی ہے اگرچہ بظاہر اس کی قبولیت کے آثار نظر نہیں آئے مگر حقیقت اس طرح نہیں ہے بلکہ اس دعا سے قبل جو چیزیں بندے کے لئے ضروری ہیں یا اس سے بڑی مشکلات ہیں جو رب کے علم میں ہیں اور بندے کو اس کی خبر نہیں ہے وہ پوری ہوتی رہتی ہیں اور آخر میں وہ دعا بھی پوری ہو جاتی ہے۔ جس کا مطالبہ بندے نے کیا تھا۔ مثلاً ایک آدمی نے سر درد کی شکایت کی اس کے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ اس کے لئے دل کا درد بھی آنے والا ہے اب اس دعا کی برکت سے پہلے بڑے درد ختم کیے جائیں گے اس کے بعد یہ درد بھی اُٹھا لیا جائے گا۔ ایسا ہر ایک کے ساتھ نہیں ہوتا ایسا صرف وہ اپنوں کے ساتھ کرتا ہے۔ یا اس کے دوست جس کو اپنا کہہ دیں ان کے ساتھ اس طرح ہوتا ہے۔ اس ضمن میں جناب رومی علیہ الرحمۃ نے ایک مثال بیان فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں کہ کسی کے گھر کی دیوار پر کوّا آ کر کائیں کائیں کرے اور بار بار منڈلائے تو صاحب خانہ فوراً اس کو کوئی چیز ڈالے گا تا کہ اس کی ناپسندیدہ آواز ختم ہو اس کے مقابلے میں طوطا کسی چیز کا مطالبہ کرے تو صاحب خانہ اس کا مطالبہ دیر سے پورا کرے گا اس لئے کہ اس کی آواز صاحب خانہ کو پسند ہے اور صاحب خانہ اس کی آواز کو بار بار سننا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ میرا بندہ میرے در پر دلنشین صدا کے ساتھ دستک دیتا رہے مراد فوراً پوری ہو گئی تو دلنشین صداؤں کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ آپ نے کبھی کوّے کو پنجرے میں بند نہ دیکھا ہو گا طوطے کو پنجرے میں رکھا جاتا ہے مینا اور بلبل کو پنجرے میں رکھا جاتا ہے۔ جس طرح دنیاداروں کے ہاں پسندیدہ کو پنجرے میں رکھا جاتا ہے۔ جس طرح دنیا

داروں کے ہاں پسندیدہ اور محبوب چیز کو اپنے قریب رکھنے کا ایک اصول مقرر ہے اسی طرح رب نے بھی اپنے قرب کے لئے کچھ اصول رکھے ہیں۔ وہ جن کے ساتھ پیار کرتا ہے۔ ان کی ساری زندگی امتحانات کے پنجرے میں گذرتی ہے۔

حدیث پاک ہے:۔

"ان البلاء مئو کل علی الا نبیاء ثم الا ولیاء ثم الا مثل فالا مثل"

اپنائیت و قرب کا یہ مقام ابتلا و محن کے خارزار سے گذر کر ہی ملتا ہے۔ ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ دعا نے اگر اپنے وقت پر ہی پورا ہونا ہے تو اللہ کے بندوں سے دعا کرانے کا کیا فائدہ؟ جواب اس کا یہ ہے کہ دعا کے پورا ہونے کا وقت اگر مقرر ہے تو دعا بھی تقدیر ہی کا ایک حصہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ 30 دن جون جولائی کے اور 30 دن دسمبر کے کتنا فرق ہے؟ تعداد میں دنوں کی تعداد اگر 30 ہی ہے پھر بھی سردیوں کے 30 دن گرمیوں کے 30 دنوں کے مقابلے میں گذرتے محسوس بھی نہیں ہوتے۔ اس طرح آزمائش کی مدت کم نہ بھی ہو تب بھی دعا سے برکتیں اتنی مل جاتی ہیں کہ آزمائش کی لمبی مدت گذرتے پتہ نہیں چلتا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں سے دعا ضرور لینی چاہیے اور قبولیت دعا کے سلسلہ میں مایوسی اچھی بات نہیں اُمید کے اُجالوں میں رہ کر درِ محبوب پر دستک دیتے رہو کہ بندے کا یہی مقام ہے اور بندے کی رضاء و طلب پر رب کی رضا ہر حال میں مقدم رہنی چاہیے کہ ایمان کا تقاضا یہی ہے۔

☆ اپنائیت سے مراد بندے کا وہ مقام ہے جس کا اشارہ اس حدیث میں ہے۔

"کُنْتُ سَمَعه الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ بَصَرَہُ الَّذِیْ یَبْصُرُ بِهٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطُشُ بِهَا"

ترجمہ:۔ میں بندے کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

(وہ اللہ سے راضی ہو گئے اللہ ان سے راضی ہو گیا)

اس سے مراد یہ ہے کہ اس مقام تک پہنچنے کے لئے آزمائش، محنت و مشقت اور مجاہدہ کی کانٹے دار وادی سے گزرنا پڑتا ہے۔

شمائل النبی ﷺ

از: پروفیسر ڈاکٹر محمد اعجاز صدیقی صاحب
پی ایچ ڈی سکالر (محی الدین اسلامی یونیورسٹی نیریاں شریف)

(قسط دوم)

کھانے میں پھونک مارنے کی ممانعت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے برتن میں سانس لینے یا پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔ (ابن ماجہ، جلد۲، صفحہ ۲۳۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کھانے میں نہ پھونک مارتے تھے اور نہ ہی پانی میں، اور نہ ہی برتن میں سانس لیتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے کھانے پینے میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: کھانے پینے کی چیزوں میں پھونک مارنا ممنوع ہے۔ اگر کھانا گرم ہو تو ٹھنڈا ہونے کیلئے چھوڑ دیا جائے، پھونک مار کر ٹھنڈا نہ کیا جائے۔

کھانے کو برا کہنا ممنوع ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی کسی کھانے کو برا نہیں کہا، اگر خواہش ہوتی تو تناول فرما لیتے ورنہ چھوڑ دیتے۔

فائدہ: یعنی اگر کھانا پسند نہ ہوتا تو اسے برے الفاظ سے یاد نہ کرتے نہ اس کے متعلق کوئی ایسا کلمہ کہتے جس سے اس کی برائی ظاہر ہوتی، مثلاً ایسا کڑوا جیسے ایلوا، ایسا کالا جیسے کوئلہ وغیرہ، چنانچہ وہ آپ ﷺ کو پسند نہیں تھا، آپ ﷺ نے اسے نہیں کھایا مگر برا بھی نہیں کہا۔

کھانا پھینکنے کی ممانعت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ گھر میں تشریف لائے تو روٹی کا ٹکڑا پڑا پایا۔ آپ ﷺ نے اسے اٹھایا صاف کیا اور کھا لیا، اور فرمایا! اے عائشہ رضی اللہ عنہا! اپنے کرم

مولای صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلھم

فرما کا اکرام کرو، یعنی کہ کھانے کا۔

(7) کھانے کا کریم و کرم فرما ہونا تو ظاہر ہے کہ اگر ایک وقت نہ ملے تو نفس ڈھیلا ہو جاتا ہے۔ عام طور پر بال بچوں والے گھروں میں کھانے کے ٹکڑوں کی بڑی بے احتیاطی ہوتی ہے، بسا اوقات نالیوں میں پڑے ہوتے ہیں۔ ادھر اُدھر پڑے ہونے کی وجہ سے جوتوں اور پیروں سے روندے جاتے ہیں۔ بڑی گرفت کی بات ہے، اسی کھانے کیلئے تو انسان نہ معلوم کیسی کیسی مشقتیں اور تکلیفیں اٹھاتا ہے، پھر اس کی ایسی بے قدری، ایسا نہ ہو کہ اس نعمت کی اہانت اور بے قدری کی وجہ سے اس نعمت سے محروم کر دیئے جائیں، غربت اور تنگدستی کے آنے مین بھی ان امور کا کافی دخل ہے۔ گھروں میں اس کی تاکید کی جائے کہ اس کی بے قدری نہ ہو، اگر ٹکڑے ناقابل استعمال ہوں تو اُس کو ایک کنارے میں محفوظ جگہ پر ڈال دیا جائے تاکہ دوسری مخلوق اس سے فائدہ اٹھا سکے۔ چنانچہ ایک حدیث شریف میں اسی طرح کا مضمون وارد ہوا ہے۔

خلال کرنا

حضرت عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کھانے کے بعد خلال اور کلی کرو، یہ دانت اور داڑھ کے لیئے مفید ہے۔

دسترخوان پر سے کب اٹھا جائے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دسترخوان پر سے اٹھنے سے منع فرمایا تاوقتیکہ دسترخوان نہ اٹھا لیا جائے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب دسترخوان بچھ جائے تو کوئی نہ اٹھے تاوقتیکہ دسترخوان نہ اٹھا لیا جائے۔

فائدہ: نہ اٹھنے کا حکم شرکاء کی رعایت میں ہے، اگر کوئی تاخیر سے کھانے کا عادی ہو یا کوئی کھانے میں دیر سے شریک ہوا ہو تو اس کی بھی رعایت ہو جائے گی۔ اسے جھجک محسوس نہ ہوگی، وہ لحاظ کی وجہ سے بھوکا نہ اٹھے گا، مواہب میں ہے کہ آپ ﷺ دسترخوان پر لوگوں کے ساتھ کھاتے تو سب سے آخر میں اٹھتے۔

(8)دستر خوان صاف کرنے کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن حرام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، جو دستر خوان پر گرے ہوئے (ٹکڑوں) کو تلاش کر کے کھائے گا، اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ جو دستر خوان کے ٹکڑوں کو گویا گرے ہوئے ٹکڑوں کو کھائے گا وہ تنگدستی سے محفوظ رہے گا، اور اس کی اولاد چالاک ہوگی، اسی طرح ویلمی کی فردوس میں ہے کہ جو دستر خوان کے گرے ہوئے ٹکڑوں کو کھائے گا اس کی اولاد خوبصورت ہوگی اور غربت سے محفوظ رہے گا۔

احیاء العلوم میں امام غزالی رحمہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ وسعت رزق سے نوازا جائے گا، اس کی اولاد میں عافیت رہے گی۔

دستر خوان پر کھانے کی ابتداء کس سے ہو؟

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ کھاتے تو ہم لوگ شروع نہ کرتے، جب تک آپ ﷺ شروع نہ فرمالیتے۔

ساتھ کھانے کی فضیلت اور برکت

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا مل کر کھایا کرو، الگ الگ مت کھاؤ، کیونکہ برکت جماعت کے ساتھ ہوتی ہے۔

حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم کھاتے ہیں مگر ہمارا پیٹ نہیں بھرتا، آپ ﷺ نے فرمایا شاید تم لوگ الگ الگ کھاتے ہو، انہوں نے کہا ہاں!

آپ ﷺ نے فرمایا مل کر کھاؤ، اللہ کا نام لے کر کھاؤ! اس سے کھانے میں برکت ہوگی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین پسندیدہ کھانا وہ ہے جس پر بہت سے لوگوں کے ہاتھ پڑے ہوں۔

(9)جماعت کے وقت اگر کھانا آ جائے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اگر جماعت کھڑی ہو جائے اور کھانا آ جائے تو کھالو۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اگر شام کا کھانا آ جائے اور جماعت کھڑی ہو تو پہلے کھانا کھالو۔

امام بخاریؒ نے امام نافعؒ سے نقل کیا ہے کہ ابن عمرؓ کھانا کھا رہے تھے اور آپ کی قرات سن رہے تھے یعنی قرات سن کر کھانا نہیں چھوڑا۔

جمعہ کے دن جمعہ کے بعد کھانا مسنون ہے

حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جمعہ کے دن جمعہ کے بعد کھانا کھاتے اور قیلولہ کرتے تھے۔

دوپہر کے کھانے کے بعد قیلولہ سنت ہے

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دن کو سو کر رات کی عبادت پر قوت حاصل کرو۔

کھانے کے متعلق یہ معلوم ہو جانے کہ کیا ہے؟

حضرت خالد بن ولیدؓ سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ اپنی خالہ میمونہ کے یہاں آئے، ان کے یہاں بھنا گوشت پایا، جسے اس کی بہن حفیدہ نے بھیجا تھا۔ اس نے گوہ آپ ﷺ کی خدمت میں (کھانے میں) پیش کر دیا اور کم ہی ایسا ہوتا کہ آپ ﷺ کی خدمت میں کوئی کھانا پیش کیا مگر یہ کہ اس کا نام ذکر کر دیا جاتا کہ (فلاں کھانا ہے) چنانچہ آپ ﷺ نے گوہ کی جانب ہاتھ بڑھایا، حاضرین میں سے کسی عورت نے کہا بتادو نا جو پیش کیا گیا ہے وہ گوہ ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ہاتھ کھینچ لیا (اور تناول نہیں فرمایا)۔

فائدہ: مطلب یہ کہ دستر خوان پر کوئی کھانا ہو جس کے بارے میں نہیں معلوم کہ وہ کیا ہے؟ تو بتا دینا چاہئے کہ فلاں کھانا ہے، ہوسکتا ہے کہ کھانے والے کو وہ مرغوب نہ ہو، اس سے معلوم ہوا کہ دستر خوان پر یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ یہ کیا ہے اور معلوم کرنا سنت ہے۔

(10) کم کھانا ایمان کی شان ھے

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنت میں کھاتا ہے

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا دو(۲) کا کھانا تین(۳) کو، اور تین(۳) کا کھانا چار(۴) کو کافی ہوجاتا ہے۔

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک (مومن) کا کھانا دو کو، اور دو کا چار کو، اور چار کا آٹھ کو کافی ہوجاتا ہے۔

آخر میں میٹھا کھانا

حضرت عکراش بن ذویبؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ثرید کھایا جس میں چربی کی بڑی چکناہٹ تھی، پھر اس کے بعد کھجور نوش فرمایا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ کھانے کے آخر میں میٹھا کھانا مسنون ہے۔

حاصل کلام

اہل اسلام رسول اللہ ﷺ کے ساتھ والہانہ عقیدت ومحبت رکھتے ہیں۔ اسی انتہائی عقیدت ومحبت کا نتیجہ ہے کہ علماء نے شمائل النبی ﷺ پر ہر انداز یعنی تصنیف وتالیف، شروحات، حواشی، نشرواشاعت، تحقیق وتخریج اور مختلف زبانوں میں تراجم وغیرہ کی شکل میں کام کیا ہے۔ دور حاضر میدانی جنگوں سے نکل کر فکری تصادم اور تہذیبی کشمکش کے دور میں داخل ہو چکا ہے۔ کامل اسوہ حسنہ کی حامل شخصیت کے شمائل کا نمائندہ تہذیبی لٹریچر سامنے لانا ضروری ہو چکا ہے کائنات میں کوئی بھی ایسا شخص ہستی یا لیڈر نہیں ملا ہوگا جس کے اقوال اور دائمی مقام واثرات رکھتے ہوں ہاں کچھ لوگ آئے زمانے نے بہت سنا آخر کار وہ ختم ہوکر اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔ صرف اور صرف سرور کونین ﷺ ہی وہ عظیم ہستی ہیں جن کا نام اور مقام حرف آخر ہے جس عظیم باکمال ہستی کی تعلیمات تا قیامت روشن اور تابناک رہی ہیں اور ہمیشہ رہے گی۔ اس وقت انسانیت بیماریوں سے پریشان ہے اگر ہم اپنے کھانے کا طریقہ درست کر کے مسنون طریقے پر لائیں تو بے شمار بیماریوں کا خاتمہ ہوجائے گا۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا منہجِ تربیت

از: ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی صاحب
سابق وائس چانسلر محی الدین اسلامی یونیورسٹی نیریاں شریف

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اکانوے سال کی حیاتِ ظاہرہ کا ہر لمحہ پکا رہا ہے کہ آپ نے ابتدائے حیات سے پردہ فرمانے تک تربیت کا وہ انداز اپنایا جو اتباعِ رسالت کا آئینہ دار تھا۔

بہتر ہوگا کہ آپ کی حیاتِ پاک کے چند لمحات پر نظر ڈالیں اور آپ کے منہجِ تربیت کا جائزہ لیں۔ خاندانِ سادات جس میں حسنی وحسینی خصائص یکجا ہو گئے تھے۔ عجمی سکونت کے باوجود حجازی لے کا ترجمان تھا۔ تنگ دستی نے وقارِ وجود پر کوئی شب خون نہ مارا تھا۔ لڑکپن میں ہی یہ نصیحت ازبر ہوگئی تھی۔ کہ طالبانِ حق کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے۔ یہ توشۂ نصیحت آپ کے کردار کا اس طرح جوہر بنا کہ جب خود مسند ارشاد پر متمکن ہوئے اور متوسلین کو راہ یابی کا سلیقہ سلجھانے لگے تو راہ حق کے شناروں کو روانہ کرتے وقت نصیحت فرماتے۔

"امراء کی ملازمت نہ کرنا۔ کسی امیر کا وظیفہ قبول نہ کرنا، ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی پیش نظر رکھنا۔ غرور وتکبر سے بچنا۔ سادہ زندگی گزارنا۔ دنیاوی عزت اور نمود ونمائش سے پرہیز کرنا۔ 5 روایت ہے کہ جب جیلان کے علماء صوفیاء سے فیض یاب ہو چکے تو عروس البلاد بغداد میں مزید تعلیم کے لئے جانے کا ارادہ کیا۔ ایک بیوہ ماں جس کے گھر میں کوئی اور ایسا فرد نہ تھا جو معاش کی کفالت کر سکے سوچ میں پڑ گئیں مگر کیا ہوا ممتا قربان کر دی گئی۔ اسلامی شریعت کے مطابق باپ کے چھوڑے ہوئے اسی دینا آپ میں اور چھوٹے بھائی میں برابر تقسیم کر دیئے گئے اور تا قیامت انتظار کی خبر کے ساتھ صدق پر استقامت کے وعدے پر اجازت مل گئی اور ایک صداقت شعار طالب علم تلاشِ علم کے سفر پر روانہ ہوا۔ راستے میں قافلہ لٹا، صدق آشنا اٹھارہ سال کا جوان قافلے کو لٹتے بھی دیکھ رہا تھا مگر استقامتِ صدق سے ایک لمحہ بھی دست بردار نہ

ہوا، سچائی، کذب پسندوں کے دلوں پر دستک دینے لگی اور قافلہ راست روی کا خوگر ہو کر حصارت صداقت میں آ گیا، یہ سارا واقعہ متعدد کتب تصوف و مناقب میں روایت ہوا ہے۔ 6 واقعہ کا تحلیلی جائزہ لیا جائے تو چند روشن آثار نمودار ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ پہلا تاریخی تعارف صداقت کے حوالے سے ہوا۔ یہ کس قدر اتباعِ رسالت کا فیض ہے۔ کہ نبی اکرم ﷺ کا بت پرست اور حق نا آشناء معاشرے میں پہلا تعارف بھی صداقت کا حوالہ تھا۔ ثابت ہوا تربیتی انقلاب کی خشت اول صداقت ہی ہے اور یہ کہ حالات کیسے ہی صبر آزما ہوں اور موانع کیسے بھی شدید تر ہوں حصول علم کی منزل کو موثر نہیں کیا جاتا غزوہ بدر میں کامرانی کا لمحہ تو جشن کا دورانیہ تھا۔ برسوں کے انتقام کا موقع تھا۔ مگر سب کچھ علم کو حاصل کرنے کی خاطر نظر انداز کر دیا گیا۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ باخبر تھے۔ کہ علم فرض ہے اور فرض کو پس پست نہیں ڈالا جا سکتا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بلند سے بلند تر مقام سے نوازا مگر آپ نے اپنی سر بلندیوں کا ہمیشہ دو حوالوں سے ذکر فرمایا مثلاً انتہائی عظمتوں کے حوالے میں یہ حقیقت آشکار رہی۔

وکل ولی له قدم وانی   علی قدم النبی بدر الکمال

ترجمہ: ہر ولی کا ایک طریقہ ہوتا ہے اور بے شک میں تو صرف طریقہ نبی کریم ﷺ پر ہوں آپ تو کمالات کے ماہتاب ہیں"

قدم النبی پر اصرار واضح کر رہا ہے کہ آپ کا منہج تربیت و ہدایت وہی ہے جو نبی کریم ﷺ کا تھا۔

دوسرا وصف جو آپ نے واضح طور پر بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ

دَرَسْتُ العِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْباً   وَنِلْتُ السعد مِن مَولی الموالی

ترجمہ: میں علم پڑھتا رہا یہاں تک کہ میں قطب بن گیا۔ یہ سعادت مجھے اللہ تعالیٰ کے دربار سے حاصل ہوئی ہے۔

تلاوتِ آیات کا جو منہج حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے خود اپنے لئے اپنایا تھا اُسی کی تاکید آپ نے متوسلین کو بھی کی فرماتے ہیں۔

"پندرہ سال تک یہ حال رہا کہ نمازِ عشاء کے بعد قرآن مجید شروع کرتا اور صبح کے وقت ختم کر دیتا۔ ایک روز کچھ آرام کو جی چاہا مگر ریاضت کے خوگر شیخ کامل رحمۃ اللہ علیہ نے اس خواہش کو یوں رد فرمایا کہ قاری حیرت زدہ ہو جاتا ہے فرماتے ہیں"۔

"میں نے نفس کی اس خواہش کو پامال کرنے کے لئے اس رات، ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر مکمل قرآن پڑھ ڈالا۔ پھر جب مسند ارشاد پر فروکش ہوئے تو تلاوتِ قرآن مجید کا یہی منہج طلبہ درس کے لئے بھی مقرر فرمایا۔ کہ نماز ظہر کے بعد تجوید و قرات کی تعلیم دیتے۔ 10 اس طرح یتلو علیہم ایتہٖ کا منصب اُسی انداز سے جاری رہا اور اس میں منہج اتباع کا خاص خیال رکھا۔

تزکیہ نفوس تو پیرانِ پیر رحمۃ اللہ علیہ کا خصوصی شعبہ تھا بچپن سے ہی بھٹکے ہوؤں کے دلوں میں انقلابِ باطن کی روح پھونکنے لگے تھے اس حوالے سے آپ کا کردار اثر آفریں تھا۔ تصوف کی تعلیم، مسائل تصوف پر تحقیقی و تجریاتی گفتگو یقیناً لازم ہوتی ہے۔ مگر تطہیر کا منہج وہی معتبر ہے جو رسول اکرم ﷺ نے خود اختیار کیا تھا۔ کہ سیرت و کردار کی مہک اس قدر زود اثر تھی کہ دشمن ہو یا معاند سامنے آتے ہی پکار اُٹھتا تھا کہ "یہ چہرہ کس جھوٹے کا ہو نہیں سکتا" صداقت جو یوں ہویدا ہونے لگے تو کارکنانِ قدرت بھی ہمنوائی کرنے لگتے ہیں۔ پھر سچ بولنے کا اہتمام نہیں کیا جاتا۔ جو کہا جائے یا کیا جائے سچ اُس کی تصدیق کرتا ہے۔ اس مقام پر مطابقت واقعہ کی شرط اُٹھ جاتی ہے۔ کہ واقعہ خود بخود مطابقت ڈھونڈنے لگتا ہے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا قصیدہ غوثیہ ایسی ہی صداقتوں کا امین ہے۔ آپ تربیت کے کٹھن راستوں سے گزرے تھے اس لئے اب تجربات کی ضرورت نہ ہی تھی۔ آپ کے ارشادات سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ انسانی فطرت پر آپ کی گہری نظر ہے اور تہذیب باطن کی ایک ہمہ جہت قوت آپ کو حاصل ہے۔ ایک درخشندہ ارشاد جو تربیت کا ضابطہ بھی ہے اور تربیت کے نتائج کا حامل بھی یہ ہے فرماتے ہیں۔

اے عزیز من! قلب سلیم پیدا کر تا کہ

فَاعْتَبِرُوا یَا اُولِی الاَبْصَارِ ؕ

کے رموز تجھے معلوم ہو سکیں اور کامل آخرت کو حاصل کرے تاکہ

سَنُرِیْھِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْ اَنْفُسِھِمْ

کے دقائق کا ادراک کر سکے۔

وَیُلْھِھِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ؕ

کے خوابِ غفلت سے بیدار ہو۔

وَمَا لَکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ؕ

کے مضبوط حلقہ کو ہاتھ سے پکڑو

فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ

کی کشتی میں سوار

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ؕ

کے دریائے معرفت میں مردانہ وار غوطہ زنی کر۔ اگر گوہرِ مطلوب ہاتھ آ گیا تو

فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ؕ

اور اگر اِس طلب میں جان جاتی رہی تو

فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ ؕ

راہ حق کے اُن مسافروں کے لئے جو تطہیر قلوب کے متمنی تھے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ذات کو مرشد حق کے طور پر پیش کیا اور اس سلسلے میں چند راہنما اصول بھی متعین فرمائے۔ مثلاً آپ فرمایا کرتے کہ

بالتحقیق میں ناصح ہوں اور اس پر بدلہ نہیں چاہتا۔ میری اُجرت میرے اللہ کے نزدیک موجود ہے جو مل چکی ہے۔

"شیخ اپنے مرید کو اس طرح تربیت کرتے جس طرح ایک ماں اپنے بچے کی تربیت کرتی ہے اور ایک مشفق عقلمند باپ اپنے بچے اور غلام کو ادب سکھاتا ہے۔

مزید فرمایا کہ تربیت میں آسانی سے سختی کی طرف جائے۔

مزید ارشاد ہوا کہ اگر مرید سے غیر شرعی حرکت ظاہر ہو۔ تو شیخ کو حکمت کا دامن تھامنا چاہیے۔ نصیحت اجتماعی طور پر بہتر رہتی ہے۔ سب کو بلا کر سمجھائے کہ تم میں بعض ایسا کرتے ہیں یا کہتے ہیں ان غلط باتوں کی خرابیاں بتا کر منع کر دے۔ کسی ایک کو نشانہ نہ بنائے اس سے نفرت بڑھتی ہے۔

مسند نشینی میں دنیاداری کا عمل بڑھ جائے تو متعدد قباحتیں پیدا ہوتی ہیں ان میں سے سب سے بڑا فتنہ حب مال کا ہے۔ مسندوں کا تقدس، دنیا طلبی کی غلاظتوں سے داغ دار ہو جاتا ہے۔ اس لئے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے تربیتِ احباب میں اس اساسی نقطہ پر بہت زور دیا ہے۔ طالبانِ حق کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے۔ اس کا ذکر ہو چکا ہے۔ اس حوالے سے آپ کا ایک واضح ارشاد ہے۔

"دنیا کا ہاتھ میں رکھنا جائز ہے۔ جیب میں رکھنا جائز ہے۔ اس کا کسی سبب سے نیک نیتی کے ساتھ جمع کرنا جائز ہے لیکن دنیا کا قلب میں رکھنا جائز نہیں ہے۔ اس کا دروازے پر کھڑا رہنا جائز ہے۔ لیکن دروازے سے آگے بڑھنا جائز نہیں۔

تعلیم کتاب وحکمت میں حضرت پیرانِ پیر رحمۃ اللہ علیہ کی کتابِ زندگی ایک شہادت ہے۔ کہ کس طرح تعلیم کی خاطر آپ نے گھر بار چھوڑا اور اٹھارہ سال کی عمر میں بغداد تشریف لائے۔ اکاون سال کی عمر تک یعنی مکمل تینتیس سال علم کی بارگاہ میں ایک باادب مگر ہونہار طالب علم کی حیثیت سے حاضر رہے اور جب تک علمی اعتماد اور فکری وقار حاصل نہ ہوا مسند ارشاد نہیں بچھائی۔ اپنی عجمیت کا احساس اس قدر رہا کہ جب 16 شوال 521ھ کے دن نماز ظہر سے قبل نبی رحمت ﷺ کی زیارت ہوئی۔ ارشاد فرمایا۔ اے میرے بیٹے کلام کیوں نہیں کرتے۔ (یاد رہے 470ھ آپ کی پیدائش کا سال ہے۔ معلوم ہوا اکاون سال کے ہو گئے تھے۔ ابھی خطبات کا دور نہ آیا تھا) عرض کیا میں ایک عجمی ہوں۔ فصحاء بغداد کے سامنے کلام کیسے کر سکتا ہوں۔

حضورا کرم ﷺ نے فرمایا۔ منہ کھولو۔ منہ کھولا تو آپ ﷺ نے اپنا لعابِ دہن منہ میں ڈالا پھر آپ نے منبر نشینی بھی شروع کی اور فصیح و بلیغ خطبات بھی دیئے جس سے ہزاروں انسان دامنِ اسلام میں بھی آئے اور تطہیر عقیدہ وفعل کا عمل بھی جاری ہوا۔

درس وتبلیغ کی محفل بغداد کی محافل وعظ میں اس قدر معروف ہوئی کہ دور دور سے طلبہ کھچے آئے اور علم حقیقی کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ برسرِ منبر خطبات سے قبل تینتیس سال درس و تدریس اور فتاویٰ نویسی کا سلسلہ جاری رہا تھا۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ صبح وشام تفسیرِ قرآن مجید اور حدیث رسول اکرم ﷺ کا درس دیتے تھے۔

مناصب اربعہ کی بجا آوری میں آپ کا انہماک اس قدر رہا کہ زندگی بھر ان چہار مناصب کی ادائیگی پر پوری قوت سے عمل پیرا رہے۔ صوفیاء کے ہاں تطہیر نفس اور تعمیر کردار کے مختلف انداز اپنائے جاتے ہیں۔ آپ کے ہاں بھی متوسلین کی استعداد اور صلاحیت کے مطابق اندازِ تربیت میں تنوع آتا رہا۔ مگر اس بوقلمونی کے باوجود اثرات یکساں رہے۔ یہ اس لئے ہوا کہ آپ نے تربیت کا وہی منہج اختیار کیا جو رسالت مآب ﷺ سے اُن تک پہنچا تھا۔ ذکر کی محفلیں بھی سجیں اور وعظ وارشاد کے مراکز بھی قائم ہوئے۔ مگر بہر حال ترتیب ایک اساسی نقطے پر مرکوز رہی اور وہ نقطہ اتباع رسالت تھا۔ اس حوالے سے آپ نے مریدوں کو بار بار متوجہ کرایا مثلاً

''میں اُس طریقے کو قائم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں جس پر آنحضرت ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہ رہے۔

میری اتباع کرو کہ میں نبی ﷺ کے طریقے پر ہوں میں آپ ﷺ کا متبع ہوں۔ کھانے میں، پینے میں، مباشرت میں اور آپ ﷺ کے جملہ احوال اور ان امور میں جن کی طرف آپ ﷺ اشارہ فرمایا کرتے تھے۔

جو شخص نبی اکرم ﷺ کی پیروی نہیں کرتا۔ ایک ہاتھ میں شریعت اور دوسرے ہاتھ میں قرآن مجید نہیں تھا اس کی رسائی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک نہیں ہوسکتی۔

مولای صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلہم

الغرض حضرت پیرانِ پیر رحمۃ اللہ علیہ نے پوری زندگی امت مسلمہ کی اصلاح اور متوسلین کی تربیت کا فریضہ انجام دیا اور اس مشن میں منہج کا وہی رُخ سامنے رکھا جو نبی اکرم ﷺ کے اُسوہ حسنہ سے اُنہیں حاصل ہوا تھا۔ آپ کے دل میں تربیت و اصلاح کا جذبہ اس قدر شدید تھا۔ کہ آپ نے اس راہ میں کسی حاکم کی قوت اور کسی طاقتور کی تنبیہ کو بھی اہمیت نہ دی۔ دینِ حق کو زندہ رکھنے کا عزم لئے ہوئے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ہر مخالف قوت کو للکارا۔ اور دردمندی کے اس جذبے کو عوام کی رگوں تک اُتار دیا۔ گفتگو کا اختتام آپ کے ایک ایسے ارشاد پر کرتے ہیں۔ جس میں جذبوں کی قوت بھی ہے اور ولولوں کی توانائی بھی۔ فرماتے ہیں اور کس شدت وحوت سے دعوتِ فکر دیتے ہیں۔

''حضرت محمد ﷺ کے دین کی دیواریں گر رہی ہیں اور اس کی بنیادیں ہل رہی ہیں۔ اہلِ زمین! آؤ اور جو گر گیا ہے اُسے مضبوط کریں۔ اور جو ڈھ گیا ہے اس کو درست کریں یہ کام ایک سے پورا نہیں ہوتا۔ سب کو مل کر کرنا ہے۔ اے سورج۔ اے چاند، اے دن، تم سب آؤ

اس مختصر سے اقتباس سے اُس درد کو محسوس کیا جا سکتا ہے جو ''محی الدین والملت'' کے دل میں موجزن تھا۔ یہ اسی سوزش درد کا کرشمہ ہے کہ صدیوں کے بعد بھی آپ کی عظمت کو سلام پیش کیا جا رہا ہے۔ اور یقیناً رہتی دنیا تک قادریت کا یہ علم بلند رہے گا کہ اس شاخ بلند کو اصل ثابت سے مضبو نسبت حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی تعلیمات سے فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ایصال ثواب کیجئے (تمام اُمتِ مرحومہ کیلئے)

عظیم عالم دین جامعہ قادریہ رضویہ مصطفےٰ آباد کے مہتمم حضرت علامہ عطاء المصطفیٰ نوری صاحب رضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے اللہ کریم علمی خدمات کو قبول فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ آمین (ادارہ)

ارشاداتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں تعمیرِ اخلاق

از: استاذ العلماء خواجہ وحید احمد قادری صاحب

(دوسری قسط)

حضور نبی کریم ﷺ نے جس جس بات کا حکم دیا اس پر سب سے پہلے خود عمل کیا جائے جس جس بات سے منع کیا اس سے خود بھی مجتنب رہے۔ مطلب یہ کہ سیرت دل اور زبان کا ہم آہنگ ہونا۔قول وفعل کا یکجان ہونا ہے۔ مسلمان کا عقیدہ توحید اس بات کا ضامن ہے کہ جو شخص از روئے اخلاص، ایمان قبول کریگا۔ وہ خود اپنی ذات میں بھی توحید کا پرتو لئے ہوگا۔ عقیدہ توحید پر استوار اخلاق کا اولین تقاضا یہ ہے کہ کسی دوسرے وجود کو خدا کے ہمراہ شریک خدائی قرار نہ دیا جائے۔ گویا ہم کہہ سکتے ہیں کہ شرک سب سے بڑی بداخلاقی ہے۔اور ظلم عظیم بداخلاقی ہے۔

اسی طرح جو شخص اپنی ذات میں وحدت پیدا نہیں کرسکتا وہ بھی مشرک ہے۔ یہاں شرک کا درجہ مختلف ہے۔ لہٰذا فرد کا وہ شرک جو اس کی اپنی ذات سے تعلق رکھتا ہو اسے منافقت کہا جاتا ہے۔ خدا کے بارے میں شرک کا مطلب ہوا ذاتِ مطلق واحد کو ٹکڑوں میں تقسیم کردینا۔ اپنی ذات کے باب میں شرک (جسے منافقت کہا جاتا ہے) مطلب ہوا اپنی شخصیت کو بانٹ دینا۔ کہنا کچھ کرنا کچھ۔ کسی سے کسی طرح کا برتاؤ اور کسی سے کسی طرح کا نہ یہ اخلاص پر مبنی اور یہ وہ۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔ ''اولادِ آدم میں بدترین فرد وہ ہے جو دو چہرے رکھتا ہو۔ وہ ایک گروہ کو ایک چہرہ دکھاتا ہے اور دوسرے کو دوسرا چہرہ دکھاتا ہے۔ اور اگر خدانخواستہ ہر آدمی نے اپنے چہرے پر کوئی اور چہرہ چڑھا رکھا ہو تو ظاہر ہے کہ پھر معاشرہ ظلم و معاصیت اور درد و کرب کا جہنم زار بن جاتا ہے۔ جب باہمی اعتمادیوں برباد ہو تو حساس آدمی جو صاحب اخلاص ہو چلا اٹھتا ہے۔ اس لئے کہ اس کی سمجھ ہی کچھ نہیں آتا۔ بھلا کون ہے؟ میرا کون ہے؟ کس کے قریب ہوا جائے؟ کس سے دور رہا جائے؟ ہمدرد کون ہے؟ بدخواہ کون ہے؟ رہبر کون ہے؟ رہزن کون ہے؟ مولانا روم نے کیا خوب کہا تھا۔

کاشکے ہستی زبانے دا شتے   تا زہستاں پردہ ہا بر داشتے

کیا ہی اچھا ہوتا کہ یہ جہاں بازبان ہوتا۔ درّے بولتے ہوائیں سرگوشیاں کرتیں اور دنیا والوں کی حقیقت پر سے پردے ہٹ جاتے ہیں۔ اور ان کو اسی طرح دیکھا جاسکتا جس طرح کہ وہ سچ مچ ہیں۔

عیاں ہوا کہ خُلق اور شے ہے اور تخلق اور شے۔ تخلق کا معنی ہے۔ کسی عادت یا روتے یا طرز عمل کو اختیار کرنا۔ تخلقِ تکلف کا آسیہ دار ہے۔ مراد ہے۔ بناوٹ ہی بناوٹ۔ دین میں بناوٹ اور تصنع اول درجہ کی ریا۔ تواضع اور انکسار میں بناوٹ خوش سلوکی میں بناوٹ۔ مہمان نوازی میں بناوٹ۔ دوستی میں بناوٹ۔ دشمنی میں بناوٹ۔ نہ کفر کھرا نہ ایمان خالص۔ بیک وقت یہ بھی اور وہ بھی۔ لہٰذا نہ یہ نہ وہ۔ ایسے اشخاص کو بے شخصیت اشخاص کہا جاتا ہے۔ شخص موجود شخصیت غیر موجود شخص حاضر شخصیت غائب۔ جبھی تو قرآنِ حکیم نے فرمایا۔

منافق لوگ جہنم کی سب سے نچلی تہ میں ہونگے۔ تمام تر آگ انکے اوپر ہوگی۔

معاشرے میں شخصی وحدت اگر خدائی احکام ونواہی کی روشنی میں پروان چڑھی ہو تو پھر عدم مساوات اور فکری ونظری تصادم کے واقعات میں کمی رونما ہوجانی چاہیے۔ حضرت علامہ اقبال نے فرمایا۔

چیست ملت اے کہ گوئی لا الہ   با ہزاراں چشم بودن یک نگاہ

اسلامی ملت یا معاشرہ کیا ہے؟ اے وہ شخص جو لا الہ پر ایمان رکھتا ہے جان لے کر ملت کا معنی ہے۔ ہزاروں آنکھوں کی نظری یگانگت۔ بے شمار آنکھیں مگر تصور ایک۔

ظاہر ہے کہ جس طرح دو آنکھیں ہم آہنگ نہ ہوں تو آدمی بھینگا کہلاتا ہے اسی طرح وہ معاشرہ جس میں نظری فکری اور عملی مساوات نہ ہو وہ معاشرہ بھی بھینگا ہوتا ہے۔

جو شخص لا الہ پر ایمان رکھتا ہو اس کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ خدائے واحد بلکہ اُحد نے ایک سانس پھونک کر نفخ روح فرما کر تمام بنو آدم کو پیدا کیا۔ جس کا مطلب ہے کہ کوئی بھی کسی دوسرے سے بلند تر نہیں۔ اسلامی اخلاق کی اساس توحید خداوندی پر ایمان ہے۔ اسی عقیدے کی بنا پر اس کے اخلاق نظام کی عمارت استوار ہوتی ہے۔ توحید شخصی توحیدِ معاشرہ، توحیدِ بنو آدم۔ چنانچہ انبیاء علیہم السلام کا رویہ ایک عام آدمی کا تھا۔ وہ خدا کے عاجز بندے تھے۔

عام بندوں سے انہوں نے کبھی اپنے آپ کو برتر نہ جانا۔ تکبر کا معنی ہے اپنے آپ کو اپنی اصل حیثیت سے بڑھ چڑھ کر جاننا۔ یہ امر بھی شخصی توحید کے منافی ہے اور ایک طرح کا شرک ہے۔ انا کا بُت پوجنے والا بھی برہمن ہی کی طرح ہے یہ الگ بات ہے کہ اس کا بت نظر نہیں آتا۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے روبرو آکر ایک صحرانشین شخص گھبرا سا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ نہیں گھبراؤ میں تو قریش سے تعلق رکھنے والی ایک ایسی عورت کا فرزند ہوں جو سوکھا گوشت کھا کر گزارا کرتی تھی۔

تمام آدم کی اولاد کو حقوق کے اعتبار سے برابر جاننا شریعتِ مصطفوی ﷺ کا اساسی نقطہ ہے۔ اور اگر سب برابر کے حقوق رکھتے ہیں۔ تو ناانصافی، مار دھاڑ، بد دیانتی کم تولنا، کم ناپنا، سود کھانا حرام کے قریب پھٹکنا۔ دوسروں کا حق غصب کرنا۔ اپنے حق سے زیادہ وصول کرنا۔ بے مروتی برتنا۔ دوسروں کا دل دکھانا یہ سب اسلام کی رو سے غیر اخلاقی فعل ہیں۔

مغرب میں جرم اور گناہ میں ایک حدِ فاصل حائل ہے۔ قانون شکنی جرم ہے۔ مگر احکام الٰہی کی خلاف ورزی گناہ ہے۔ اس کے برعکس صحیح اسلامی معاشرے میں قانون شکنی بھی گناہ ہے۔ کیونکہ قانون احکام الٰہی کی روشنی میں بنا ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ عام ٹریفک کے قانون کی خلاف ورزی کرنے والا شخص بھی چونکہ معاشرے میں ایک طرح کی بدنظمی پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے۔ وہ دوسروں کی پریشانی اور تکلیف کا سبب قرار پاتا ہے۔ اس لئے وہ مجرم ہی نہیں گناہ گار بھی ہے۔ وہ احکامِ الٰہی کے مطابق حقوق العباد کا لحاظ روا نہیں رکھتا۔

اسی کو آداب و اخلاق کے حوالے سے دیکھیں تو یہ آدابی بھی ہے۔ اور بداخلاقی بھی مختصر یہ کہ آدمی کو انفرادی اور اجتماعی طور پر صحیح معنوں میں آدمی بنانے کے بہترین اصول و ضوابط کا نام اخلاق اور آداب اسلامی ہے۔

لیکن بات پھر بنو آدم کے عمومی حوالے سے ہٹ کر گھر کو لوٹ جاتی ہے۔ وحدت تواضع انکساری باہمی ہمدردی ۔ چھوٹوں پر شفقت بڑوں کا احترام ۔ دوسروں پر زیادتی کرنے سے پرہیز۔ دوسروں کے حقو اور حصے کا لحاظ بلکہ دوسروں کیلئے ایثار، سچ کی پاسداری منافقت سے اجتناب غرض ہرا کا آغاز گھر سے ہوگا۔ پھر ایک گھر سے دوسرے گھر یعنی ہم کو یہ خوش آدابی اور خوش

اخلاقی برکت، رحمت اور سکھ سے بہرور کر کے کی ہمائے کا آگے ہمایہ اور اسی طرح بستیاں اور شہر جہاں کے باشندے ایک دوسرے کے اعضاء و جوارح اور جوڑ بند بن جائیں۔

خدائے بزرگ و برتر نے جہاں یہ بنیادی نقطہ سمجھایا ہے کہ خدا کے سوا کسی دوسرے کی عبودیت کا دم نہ بھرو۔ وہاں اس حکم سے پیوستہ دوسرا حکم یہ دیا۔ اور اپنے والدین کیساتھ ہر لحاظ سے بہترین سلوک کرو۔ نیز حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد ہے۔ کہ تمہارا خدا تم سے خوش ہے اگر تمہارے والدین تم سے خوش ہیں۔ اور تمہارا خدا تم سے ناراض ہے اگر تمہارے والدین تم سے ناراض ہیں۔ والدین کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دینا گویا وہ عمل ہے۔ جو آدمی کو ایثار کے مفہوم سے آگاہ کرتا ہے۔ والدین اولاد کیلئے ایثار کرتے ہیں۔ اسی ایثار کا حکم اقربا کے باب میں ہے۔ خواہ اقربا دشمنی ہی کیوں نہ کر رہے ہوں۔ یہ ایثار خیرات نہیں بلکہ یہ اقربا کا اور ہمسایوں کا حق ہے۔ اسی طرح ہر فرد و بشر کا جو ضرورت مند ہو ہر اس فرد بشر پر حق ہے جو صاحب استطاعت ہو۔ حق کے اعتبار سے کوئی غیر نہیں۔ اسی طرح اسلامی نظام اخلاق توحید کے نقطہ سے شروع ہوتا ہے۔ اور توحید ہی پر جا کے ختم ہوتا ہے۔ توحید خداوندی وحدت آدم نظام اسلام ۔ آدم کی چھوٹی اکائی سے شروع ہوتا ہے۔ اور بڑی اکائی اللہ کی اکائی پر ختم ہوتا ہے۔ اور محور حضور اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس ہے۔ کہ آدم میں یہ توحیدی اوصاف اس وقت تک پیدا نہیں ہوتے جب تک آپ ﷺ کا اسوہ حسنہ عملاً محور آدمیت نہ ہو۔ اگر محور و مصدر سے مستفیض اور مستیز ہونے والے جملہ افراد ایک دوسرے کیلئے کسی ضمن میں اجنبی نا آشنا اور چور نہ ہوں۔ حضور نبی اعظم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ''مومن تو مومن کیلئے آئینہ کی طرح ہے۔ حضرت علامہ اقبال نے فرمایا۔

دل بہ محبوب حجازی بستہ ایم زیں جہت با یکد گر پیوستہ ایم

اگر جملہ سیرتیں ایک ہی اسوہ حسنہ کا پر لو ہوں تو پھر پردہ کس بات کا باہم بے یقینی کیسی جہاں بے یقینی اور چوری اور منافقانہ رازداری ہے وہاں گھر یا آئینہ دھندلا یا داغدار ہے۔

جبھی تو حضورِ انور ختم المرسلین ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ''جس نے ہم سے کوئی بات چھپائی دھوکہ دیا ہم میں سے نہیں ہے۔ آئینہ آئینے سے کچھ نہیں چھپاتا۔ چھپا سکتا ہی نہیں۔

حضرت اُمِ مَعبدؔ خُزاعِیَہ رضی اللہ عنہ

از: طالب ہاشمی صاحب

(1) جس زمانے میں آفتاب اسلام فاران کی چوٹیوں سے طلوع ہورہا تھا۔ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ جانے والے راستے پر قُدید نام کی ایک چھوٹی سی بستی صحرائے کے متصل واقع تھی۔ اس میں ایک مختصر سا غریب خاندان اپنی زندگی کے دن بڑے عجیب انداز میں گزار رہا تھا۔ اس گھرانے کی ساری متاع لے دے کے ایک خیمے بکریوں کے ایک ریوڑ، گنتی کے چند برتنوں اور مشکیزوں پر مشتمل تھی۔ خاندان کا سربراہ ایک جفاکش بدوی تمیم بن عبدالعزی خزاعی تھا۔ اسکا بیشتر وقت بکریاں چرانے میں گزرتا تھا۔ تمیم کی اہلیہ اس کی بنتِ عم عاتکہ بنتِ خالد (بن خلیف بن منقذ بن ربیعہ بن احرم بن خبیس بن حرام بن حبیشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو) تھی دونوں کا تعلق بنوخزاعہ کی شاخ بنی کعب سے تھا۔ عاتکہ ایک پاک دامن، باوقار اور بلند حوصلہ خاتون تھی۔ اور اپنی کنیت ''اُم معبدؔ'' سے مشہور تھی۔ وہ عربوں کی روایتی مہمان نوازی سے خاص طور پر متصف تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں ایثار اور خدمت خلق کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا۔ افلاس اور تنگ دستی کے باوجود وہ قدید سے گزرنے والے مسافروں کی نہایت خوشدلی سے میزبانی کیا کرتی تھی۔ اور ان کی خدمت اور تواضع میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھتی تھی۔ پانی، دودھ، کھجوریں، گوشت جو کچھ میسر ہوتا مہمانوں کی خدمت میں پیش کر دیتی تھیں۔ جب کوئی مسافر اس کے خیمے میں سستا کر آگے روانہ ہوتا تو اس کی زبان پر اُم مَعبدؔ کے لئے تعریف و تحسین اور دعائیں ہی دعائیں ہوتی تھیں۔ اس طرح اُمِ مَعبدؔ کا نام مسافروں کی بے لوث خبر گیری اور خدمت تواضع کی بدولت دور دور تک مشہور ہوگیا تھا اور لوگ اس کی عالی حوصلگی اور شرافت کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتے تھے۔

بعثتِ نبوی کے تیرہویں سال تک اُم معبد کو خلق خدا کی خدمت کرتے سالہا سال گزر چکے تھے۔ اور وہ جوانی کی منزلوں سے گزر کر پختہ عمر کو پہنچ چکی تھی۔ اس وقت رحمت عالم ﷺ عرب کے صحرانشینیوں میں ''صاحب قریش'' کے لقب سے مشہور تھے۔ تمیم اور اُم معبد کے کانوں میں

بھی ''صاحب قریش'' اور آپ ﷺ کی دعوت کی بھنک پڑ چکی تھی تاہم وہ زندگی کی ڈگر پر اپنے معمول کے مطابق چلتے رہے۔ ان غریب اور سادہ مزاج بدویوں کے لئے یہ بڑا کٹھن کام تھا کہ ایسی باتوں کی تحقیق کے لئے دور دراز کی خاک چھانتے پھریں۔۔۔۔ لیکن انہیں کیا معلوم تھا کہ ایک دن ان کی صحرائی قیام گاہ ان صاحب قریش کی طلعت اقدس سے جگمگا اُٹھے گی اور کائناتِ ارضی وسماوی کا ذرہ ذرہ اس کے مکینوں کی خوش بختی پر رشک کرے گا۔

(2) ربیع الاول ۱۳ رحمت عالم ﷺ نے ارض مکہ کو الوداع کہا اور تین راتیں غار ثور میں گزار کر عازم مدینہ ہوئے۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عامر رضی اللہ عنہ بن فہیرہ آپ کے ہم رکاب تھے۔ حضور ﷺ ایک اونٹنی پر سوار تھے اور دونوں دوسری اونٹنی پر۔ اس مقدس قافلے کے آگے عبداللہ بن اُریقط لیثی پیدل چل رہا تھا۔ وہ غیر مسلم ہونے کے باوجود ایک قابلِ اعتماد شخص تھا اور مکہ سے مدینہ جانے والے تمام راستوں سے واقف تھا۔ اسی لئے حضور ﷺ نے اسے راستہ بتانے کے لئے اجرت پر اپنے ساتھ لے لیا تھا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک ایک سانڈنی پر سرور عالم ﷺ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سوار تھے۔ اور دوسری پر حضرت عامر رضی اللہ عنہ بن فہیرہ اور عبداللہ بن اُریقط یہ مختصر قافلہ قدید کے مقام پر پہنچا تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہ (ذات لنطاقین) بن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے غار سے روانگی کے وقت جو کھانا ساتھ کیا تھا وہ ختم ہو چکا تھا اور سرور عالم ﷺ نے اُم معبد کی شہرت سن رکھی تھی اور انہیں یقین تھا کہ اس کی قیام گاہ پر کھانے پینے کا کچھ انتظام ہو جائے گا۔ چنانچہ یہ مقدس قافلہ اُم معبد کے خیمے پر جا کر رکا۔ وہ اس وقت اپنے خیمہ کے آگے صحن میں بیٹھی ہوئی تھی۔ ان دنوں خشک سالی نے سارے علاقے پر قیامت ڈھا رکھی تھی۔ اور اس وجہ سے ام معبد کے گھرانے پر پیغمبری وقت آن پڑا تھا۔ بڑی تنگی ترشی سے گزر بسر ہو رہی تھی۔ حضور سید موجودات ﷺ نے اُم معبد سے فرمایا ''دودھ، گوشت، کھجوریں، کھانے کی کوئی چیز بھی تمہارے پاس ہو تو ہمیں دو۔ ہم اس کی قیمت ادا کریں گے''۔

اُم معبد نے بصد حسرت جواب دیا۔ خدا کی قسم اس وقت کوئی چیز ہمارے گھر میں آپ کو پیش کرنے کے لئے موجود نہیں ہے۔ اگر ہوتی تو فوراً حاضر کر دیتی۔

اتنے میں حضور ﷺ کی نظر ایک مریل سی بکری پر پڑی جو خیمے میں ایک طرف کھڑی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''معبد کی ماں اگر اجازت دو تو اس بکری کا دودھ دوہ لیں۔

اُم معبد نے کہا۔ '' آپ بڑے شوق سے دودھ دوہ لیں مگر مجھے امید نہیں کہ یہ دودھ کا ایک قطرہ بھی دے''

اب وہ بکری حضور ﷺ کے سامنے لائی گئی۔ آپ ﷺ نے پہلے پاؤں باندھے اور پھر اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر دعا کی۔ ''الٰہی اس عورت کی بکریوں میں برکت دے''۔

اس کے بعد چشمِ فلک نے ایک تحیر خیز نظارہ دیکھا۔ سید المرسلین فخرِ موجودات ﷺ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر جونہی بکری کے تھنوں کو چھوا۔ تھن فی الفور دودھ سے بڑھ گئے۔ اور بکری ٹانگیں پھیلا کر کھڑی ہو گئی۔ حضور ﷺ نے ایک بڑا برتن منگا کر دودھ دوہنا شروع کر دیا۔ یہ برتن جلد ہی لبالب بھر گیا۔ آپ ﷺ نے یہ دودھ اُم معبد کو پلایا اس نے خوب سیر ہو کر پیا پھر آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو پلایا۔ جب وہ بھی سیر ہو گئے۔ تو آخر میں آپ ﷺ نے خود پیا اور فرمایا۔ ''لوگوں کو پلانے والا خود آخر میں پیتا ہے'' اس کے بعد حضور ﷺ نے دوبارہ دودھ دوہنا شروع کیا یہاں تک کہ برتن پھر لبالب بھر گیا۔ یہ دودھ رحمت عالم ﷺ نے اُم معبد کے لئے چھوڑ دیا اور آگے روانہ ہوئے۔

اُم معبد کا بیان ہے کہ جس بکری کا دودھ سرور کونین ﷺ نے دوہا تھا وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت تک ہمارے پاس رہی۔ ہم صبح و شام اس کا دودھ دوہتے تھے اور اپنی ضرورتیں بخوبی پوری کرتے تھے۔

طبقات ابن سعد کی ایک روایت میں ہے کہ اس موقع پر اُم معبد نے ایک بکری ذبح کر کے سرور عالم ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو کھانا کھلایا اور ناشتہ بھی ساتھ کر دیا۔ لیکن دوسرے

اہل سیر نے بکری ذبح کرنے کا ذکر نہیں کیا۔

(3) رحمت عالم ﷺ کے تشریف لے جانے کے تھوڑی دیر بعد اُم معبد رضی اللہ عنہ کا شوہر اپنے ریوڑ کو لے کر جنگل سے واپس آیا۔ خیمہ میں دودھ سے بھرا ہوا برتن دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اہلیہ سے پوچھا: ''معبد کی ماں یہ دودھ کہاں سے آیا''۔

اُم معبد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔

''خدا کی قسم ایک بابرکت مہمانِ عزیز کا یہاں وُرود ہوا۔ انہوں نے بکری کو دوہا۔ خود بھی اپنے ساتھیوں سمیت سیر ہو کر پیا اور یہ دودھ ہمارے لئے بھی چھوڑ گئے''۔

پھر اس نے تفصیل کے ساتھ سارا واقعہ بیان کیا۔

ابو معبد تمیم نے کہا۔ ذرا اس کا حلیہ تو بیان کرو۔

اُم معبد نے بے ساختہ البشر ﷺ کا جو حلیہ مبارک بیان کیا تاریخ نے اسے اپنے صفحات میں محفوظ کر لیا ہے۔ اس نے کہا۔

''پاکیزہ صورت، حسین و جمیل، روشن چہرہ، بدن فربہ نہ نحیف، متناسب الاعضاء، خوبصورت آنکھیں، بال گھنے سیدھی گردن، آنکھ کی پتلیاں روشن، سرگین چشم، باریک و پیوستہ ابرو، سیاہ گھنگھریالے بال، خاموش ہوتے تو نہایت باوقار معلوم ہوتے۔ تکلم دل نشین، دور سے دیکھنے میں نہایت سجیلے اور دل رُبا۔ قریب سے نہایت شیریں و خوبرو، شیریں کلام، واضح الفاظ کی کمی بیشی سے پاک، گفتگو موتیوں کی لڑی جیسی پروئی ہوئی (یعنی مسلسل مربوط اور برمحل) میانہ قد کہ کوتاہی سے حقیر نظر نہیں آتے۔ نہ طویل کہ آنکھ وحشت زدہ ہو جائے۔ زیبندہ نہال کی شاخ تازہ، زیبندہ منظر عالی قدر، رفقاء ایسے کہ ہر وقت گرد و پیش رہتے ہیں۔ جب وہ کچھ کہتے ہیں تو بڑی توجہ سے سنتے ہیں۔ اور جب وہ حکم دیتے ہیں۔ تو تعمیل کے لئے لپکتے ہیں۔ مخدوم، مُطاع، مالوف، نہ ادھوری بات کرنے والے اور نہ ضرورت سے زیادہ بولنے والے''

ابو معبد یہ صفات سُن کر بول اُٹھا۔ کہ خدا کی قسم یہ تو وہی صاحب قریش تھے۔ جن کا ذکر

ہم سنتے رہتے ہیں۔ میں ان سے ضرور جا کر ملوں گا۔

(4) حضرت اُم معبد کے قبول اسلام کے متعلق دو مختلف روایتیں ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ ان کے کانوں میں ''صاحب قریش'' کی بھنک پہلے سے پڑ چکی تھی۔ چنانچہ جب پہلے پہل ان کی نظر سرورِ کونین ﷺ کے رُخِ انور پر پڑی تو ان کے دل نے گواہی دی کہ یہ وہی صاحبِ قریش ہیں جو توحید کے داعی اور نیکی و ہدایت کا سرچشمہ ہیں۔ بکری کا واقعہ دیکھا۔ تو انہیں قطعی یقین ہو گیا کہ مہمانِ عزیز اللہ کے سچے رسول ہیں۔ چنانچہ وہ اسی وقت صدقِ دل سے مسلمان ہو گئیں۔ اور حضور ﷺ نے ان کے لئے دعائے خیر و برکت فرمائی۔

دوسری روایت یہ ہے کہ حضور ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لے جانے کے بعد ابو معبد رضی اللہ عنہ اور اُم معبد دونوں میاں بیوی ہجرت کر کے مدینہ پہنچے اور رحمت عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سعادتِ ایمان سے بہرہ مند ہوئے۔

حضرت اُم معبد کی زندگی کے مزید حالات تاریخوں میں نہیں ملتے۔ تاہم ان کی زندگی کی ایک ہی واقعہ نے جو اوپر بیان ہوا ہے۔ انہیں شہرتِ عام اور بقائے دوام کے دربار میں اتنا بلند مقام عطا کر دیا کہ ملت اسلامیہ کے تمام افراد ابد الآباد تک اس پر رشک کرتے رہیں گے۔ کسی شاعر نے اس واقعہ کے متعلق کیا خوب اشعار کہے ہیں۔ اس کا مفہوم یہ ہے۔

(اللہ ان رفیقوں کو جزائے خیر دے جو اُم معبد کے خیموں میں مقیم ہوئے۔ وہ نیکی سے ٹھہرے اور وہ تو اس کے خوگر ہیں۔ تو جو شخص محمد ﷺ کا رفیق ہوا۔ کامیاب ہوا بنی کعب کو ایسی لڑکیاں مبارک ہوں جن کا مکان مسلمانوں کی جائے پناہ ہے)۔

ماہانہ محفلِ ذکر

مرکزی جامع مسجد محی الدین جھنگ روڈ
ہر انگریزی ماہ کے دوسرے جمعۃ المبارک کو بعد نماز مغرب تا عشاء منعقد ہوتی ہے۔
اختتام محفل لنگر صدیقیہ

بیان وہبی نہ کہ کتابی

از: پروفیسر محمد عبدالخالق توکلی صاحب

الحمد للہ رب العالمین الصلوٰۃ والسلام علیٰ رحمۃ اللعالمین

1 راقم الحروف بندہ ضعیف اپنی ناقص سمجھ کے حوالہ سے عرض کرتا ہے۔ یہ احقر 25 دسمبر 2015ء بروز جمعۃ المبارک صبح اپنے گھر سے چلا۔ مرکزی جامع مسجد محی الدین تقریباً 10 بجے حاضر ہوا۔ گیٹ کے قریب نورانی رسالہ جات (مجلوں کا سٹال دیکھا) محمد اسلم صدیقی صاحب ملے اور راقم کی رہنمائی فرماتے ہوئے علامہ حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے پاس لے گئے۔ قبلہ حافظ صاحب بتدریج بزرگوں کی نظر عاطفت سے اعلیٰ سے اعلیٰ شہنشاہِ خطابت بنتے جا رہے ہیں۔ اور یقیناً اس فن میں بھی عمدہ ترین کامرانی حاصل کر لیں گے۔ انشاء اللہ العزیز

-2 حضور حافظ صاحب نے اس ناکارہ کو لنگر کھلانے کا جناب محمد اسلم صدیقی کو حکم فرمایا۔۔۔ لنگر شریف بلا شبہ لذیذ اور نفع بخش تھا۔ مقبولانِ حق سبحانہ تعالیٰ کے ڈیروں (درباروں) کا لنگر کئی امراض کا شافی و کافی علاج ہوتا ہے۔

-3 کھانے کے بعد راقم نے ادھر اُدھر کا نورانی اور پُر بہار سماں ملاحظہ کیا۔ جناب علامہ صاحب اس ناچیز کو حضرت ملجاؤ ماوئی و محب الفقراء والغرباء والمساکین، پیر روشن ضمیر و پیرِ مغاں و مردِ خلیق، نور علیٰ نور خواجہ علاؤ الدین صدیقی دامت فیوضہم القدسیہ کی مجلس خاص میں لے گئے۔ راقم نے ایک کتاب ''یار مہربان'' بھی پیش کی۔

-4 عرس مبارک و جمعۃ المبارک کا پروگرام شروع ہوا۔ سٹیج سیکرٹری بھی حضور حافظ صاحب موصوف مدظلہ ہی تھے۔ نعت خواں حضرات و جید علماء اور خصوصاً وائس چانسلر صاحب محی الدین اسلامی یونیورسٹی نے حاضرین اور سامعین کو اپنے اپنے پُر وقار اور دلکش بیان سے نوازا۔

-5 بالآخر وہ مبارک لحات آئے۔ جبکہ حضور قبلہ عالم و قبلہ ام پیر دستگیر حضرت علاؤ الدین

صدیقی مدظلہ العالی نے اپنے بیانِ پُر فیض وتاثیر سے حاضرین کونوازنا شروع فرمایا۔سُنت مطہرہ کی پابندی پرخصوصاً نصائح فرمائیں۔مولائے ذوالجلال والاکرام کی متعدد نعمتوں کاشکراداکرنے کے احکامات وفوائدواہمیت پرخوب خوب روشنی ڈالی۔آپ پرانوارات کی بارش ہورہی تھی۔اور اسرارالٰہی کھلتے جارہے تھے۔جملہ حاضرین نہایت یک سوئی کے ساتھ سماعت کررہے تھےاوراپنی جھولیاں مالا مال کررہے تھے۔اس ناکارہ کی سمجھ کے مطابق حضور عالی جناب کا سارے کاسارا بیان کتابی نہ تھا۔بلکہ وہبی تھا۔کسی بھی کتاب سے اس طرح کا بیان ملنا مشکل نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ میں نے کئی ایک حضور عالی جناب کے بیانات ٹی وی پر بھی سماعت کیے آپ سرکار کا ہر بیان وہبی ہوتا ہےاور حاضرین کی دل کی دنیابدلنے میں موثر ہوتا ہے۔

6- نماز جمعہ کا خطبہ اور امامت حضور حافظ صاحب موصوف نے فرمائی۔فیض بخش لنگرانبوہ کثیر کوکھلایا گیا۔جومزیدار بھی تھااور نفع بخش بھی۔شہر فیصل آباد میں اتنا بڑااجتماع کبھی دیکھنے کونہیں ملا۔حضرت خواجہ علاؤالدین صدیقی صاحب کا دیدار ہی حاضرین کیلئے قرار تھا۔نماز مغرب کے بعد بھی امتیازی پُرنور پروگرام منعقدفرمایا گیا۔جس میں عظیم سکالرڈاکٹرمحمداسحاق قریشی صاحب نے بھی جامع خطاب فرمایا۔اورحضور عالی جناب سرکار پیرصاحب نے تربیتی خطاب فرماء کرروح وجسم کی تشنگی کو پورا فرمایا۔مولاکریم جل شانہ ببرکتہ اول البشر وسید البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام پیرروشن ضمیر حضرت خواجہ علاؤالدین صدیقی صاحب دامت فیوضھم القدسیہ کوعمر درازعطاءفرمائے اور علامہ حافظ عدیل یوسف صدیقی صاحب کوحضرت پیردستگیر کے مشن کوجاری رکھنے کی توفیق نصیب کرے۔آمین

مبارکباد

واجب القدر حضرت قبلہ حاجی ڈاکٹرامتیازاحمد شیخ (ریجنل ڈائریکٹرداراارقم سکولز) بیرسٹرمحمددانش صدیقی، حافظ محمددانیال صدیقی کی پوری فیملی کوسعادت عمرہ پرمبارک بادپیش کرتے ہیں۔

برادرطریقت محمد عاطف امین صدیقی صاحب کی پوری فیملی کوسعادت عمرہ پرمبارک بادپیش کرتے ہیں۔

مٹر کے فائدے

از:حکیم غلام مصطفےٰ آسی صاحب

دنیا بھر میں سے سب سے زیادہ استعمال ہونے والی سبزیوں میں پہلے نمبر پر آلو اور دوسرے نمبر پر مٹر ہے۔اسے عربی زبان میں کرسنہ،انگریزی میں فلیڈ پی کہتے ہیں۔یہ ایک عام اور ہر جگہ میسر آنے والی سبزی ہے۔مٹر کے دانے دراصل ایک پھلی میں ہوتے ہیں۔اس کے پودے کے پتوں کے اوپر ایک سبز رنگ کی پھلی ہوتی ہے۔ایک پھلی میں کئی دانے مٹر ہوتے ہیں۔ یہ برصغیر پاک و ہند کے علاوہ چین ، روس اور امریکہ میں بھی پیدا ہوتا ہے۔اس سبزی کو سردیوں کے اوائل میں کاشت کیا جاتا ہے۔اور موسم سرما میں تازہ مٹر ہر جگہ دستیاب ہوتے ہیں۔ڈبوں میں محفوظ کیے مٹر سارا سال بازار میں ملتے ہیں۔یہ ایک ایسی سبزی ہے جوکہ امیر غریب اور ہر طبقے کے لوگ بڑے شوق سے مختلف طریقوں سے پکا کر کھاتے ہیں۔پھلیوں میں سے نکلے دانوں کو سالن میں بھون کر بھی کھایا جاسکتا ہے۔ان کو چاولوں میں ڈال کر مٹر پلاؤ بھی بنایا جاتا ہے۔جوکہ غذائیت کے لحاظ سے کسی طرح کم نہیں۔اس کے علاوہ آلو مٹر، مٹر قیمہ، گوشت اور مٹر عام سالن ہیں۔جسمانی لحاظ سے کمزور افراد کے لئے مٹر کا سوپ ایک مفید اور اچھی غذا ہے۔

جسمانی طاقت کیلئے:۔ ایک کپ مٹر پہلے سے گرم پانی میں ڈال کر دو چار اُبال آنے پر اتار لیں۔اور ان کو ٹھنڈا کر کے کھانے سے جسمانی کمزوری ختم ہو جاتی ہے۔اسے چائنیز کھانوں میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔مٹر خشک کر کے پیس کر بنالیا جاتا ہے اور آٹے کی روغنی روٹیاں بنا کر کھائی جاتی ہیں۔گھی میں اس کے دانے بھون کر بطور سلاد استعمال کئے جاتے ہیں ایشیاء میں مٹر کا استعمال سلاد میں بہت زیادہ کیا جاتا ہے۔انہیں پانی میں 2 سے 4 منٹ پکا کر پھر ٹھنڈے پانی میں ڈال کر چھان کر گاجر، مولی، سیب، کریم، کھیرا اور سلاد کے پتوں میں ڈال کر سلاد کے طور پر کھایا جاسکتا ہے۔

مٹر میں موجود غذائی اجزاء:۔ طبی لحاظ سے دوسرے درجے کے گرم اور خشک ہوتے ہیں۔جدید تحقیقات کے مطابق اس میں پروٹین 3 2 فیصد ،

کاربوہائیڈریٹس 50 فیصد، وٹامن B1,B2,B3,B6 کافی مقدار میں ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس میں سلفر یعنی گندھک اور فاسفورس اور نشاستہ کی بڑی مقدار موجود ہوتی ہے جو کہ انسانی صحت کے لئے نہایت مفید ہے۔

اعصاب کو طاقت بخشے:۔ انہیں کسی بھی طریقہ سے کھایا جائے جسم کو غذائیت بہم پہنچاتے ہیں۔ یہ پٹھوں اور اعصاب کو طاقت دیتے اور ہمارے جسم کو قوت مدافعت فراہم کرتے ہیں۔

مٹر رنگت سنوارے:۔ اس کا استعمال پروٹین کی کمی کو دور کر کے جلد کی رنگت کو نکھارتا ہے اور خون کی خرابی دور ہو جاتی ہے۔

جسم مضبوط بنائے:۔ اگر دبلے پتلے جسم والے افراد موسم میں زیادہ استعمال کریں تو ان کا جسم مضبوط اور توانا ہو جائے گا۔

کینسر سے بچائے:۔ مسلسل استعمال سے معدے کے کینسر سے بچاؤ ممکن ہے یہ شریانوں میں ٹوٹ پھوٹ کے عمل کو روکتا ہے اور ان کے افعال کو درست رکھتا ہے۔ دل کے مریضوں کے لئے بھی اس کا استعمال مفید ہے۔

کچے نہ کھائیں:۔ مٹر میں قبض کشا اثرات ہوتے ہیں۔ کچے کھانے سے دست آنے لگتے ہیں اسی لئے انہیں اُبال کر یا سالن میں ہی استعمال کرنا چاہیے۔ کچا کھایا جائے گا تو یہ معدے میں ریاح پیدا کریں گے۔ اسی لئے ایسے افراد جن کا معدہ کمزور ہو یا تبخیر معدہ کی شکایت ہو کھانے سے گریز کریں۔ پکاتے وقت چند ضروری باتوں کا خیال رکھیں۔ سالن بنانے کیلئے اس میں ادرک کا استعمال زیادہ کریں۔ یہ بادی پن کو ختم کرتا ہے۔ ٹماٹر کا استعمال لازمی کریں۔ اس سے لذت کے ساتھ ساتھ غذائیت میں بھی اضافہ ہو جائے گا۔ قیمہ مٹر، آلو قیمہ اور مٹر بھون کر کھانے کے شوقین افراد اس سے آگاہ رہیں کہ شوربے کی نسبت قیمہ مٹر، آلو مٹر، نسبتاً ثقیل اور دیر سے ہضم ہونے والی غذا ہے۔

25 دسمبر 2016ء بروز جمعة المبارک کو
مرکزی جامع مسجد محی الدین سدھار فیصل آباد میں
سالانہ عرس مبارک کے روح پرور مناظر کی تصویری جھلکیاں
mahnamamohiuddinfaisalabad@gmail.com